



اقوام کی تعمیر و ترقی میں تعلیم و تربیت کا کردار عصری ضرورتوں اور تقاضوں کے تناظر میں

سہیل احمد

(پی ایچ ڈی سکالریونیورسٹی آف اوکازہ)

sohailahmad08101997@gmail.com

ایاز اختر

(پی ایچ ڈی سکالریونیورسٹی آف اوکازہ)

akhtarayaz277@gmail.com

Abstract

Throughout history, the progress, prosperity, and decline of nations have been closely tied to the education and training of their citizens. These two essential pillars provide the foundation for intellectual, cultural, and societal advancement. Education is not merely the acquisition of knowledge; it is a comprehensive system that instills awareness of one's purpose, responsibilities, and the broader world. Training, in contrast, serves to convert this knowledge into action, shaping an individual's character and preparing them to actively contribute to society.

In the context of modern demands, the scope of education has expanded far beyond traditional academic knowledge to include practical skills, technical proficiency, and creative innovation. In an era marked by rapid technological advancements and the digital revolution, the need for an educational framework that balances both academic learning and ethical, spiritual development is more pressing than ever. Such a system empowers individuals to navigate global challenges and become responsible, informed citizens.

This paper explores the pivotal role of education and training in national development, emphasizing that nations which prioritize both knowledge and ethical training gain economic self-sufficiency, social cohesion, and political influence. By reflecting on Islamic teachings, it demonstrates how the integration of knowledge with practical training creates a comprehensive educational approach, fostering intellectual and moral growth in equal measure.

In conclusion, this study highlights the indispensable nature of education and training in achieving long-term national success. As the world rapidly evolves, the significance of these two elements has never been more vital, for they form the cornerstone of sustainable development and the enduring success of nations.

تمہید:

دنیا کی تاریخ میں جب بھی اقوام کی ترقی و تنزلی کا تذکرہ کیا جاتا ہے، تو ایک حقیقت ہمیشہ نمایاں نظر آتی ہے کہ قوموں کی فلاح و بہبود کا اصل راز ان کی تعلیم و تربیت میں مضمر ہے۔ یہ دونوں عوامل کسی بھی قوم کی فکری و تمدنی بلوغت کی اساس فراہم کرتے ہیں اور معاشرتی و اقتصادی ترقی کے لیے سنگِ میل ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیم وہ روشنی ہے جو انسان کے ذہن کو جلا دیتی ہے، اور تربیت وہ کسوٹی ہے جو انسان کے کردار کو نکھارتی ہے۔ اگر تعلیم انسان کو دنیا و مافیہا کی حقیقت سے روشناس کراتی ہے، تو تربیت اس علم کو عملی صورت میں ڈھال کر فرد اور معاشرے کے لیے مفید بناتی ہے۔



تعلیم محض کتابوں تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کے اندر شعور کی ایسی لہر پیدا کرتی ہے جس کی بدولت وہ اپنے مقصد حیات کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح تربیت فرد کے دل و دماغ کی صفائی اور اسے اخلاقی بلندیوں تک پہنچانے کا عمل ہے۔ اگر تعلیم دماغ کی توسیع کرتی ہے، تو تربیت دل کی پاکیزگی اور عمل کی ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہے۔ موجودہ دور میں جہاں سائنسی و تکنیکی ترقی نے دنیا کو ایک گلوبل ولیج میں تبدیل کر دیا ہے، وہاں عصری تقاضوں کے تناظر میں تعلیم و تربیت کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ آج کی دنیا میں علم و حکمت کے ساتھ ساتھ انسان کی اخلاقی و روحانی تربیت بھی ضروری ہو گئی ہے تاکہ ترقی صرف مادی سطح تک محدود نہ رہے بلکہ روحانی و اخلاقی سطح پر بھی انسانیت کی فلاح کی راہیں ہموار ہوں۔

یقیناً تعلیم و تربیت کے یہ دو ستون کسی بھی قوم کے عروج و زوال کے پیمانے ہیں، اور جب تک ان دونوں کے متوازن استعمال کو اپنے معاشرتی و ثقافتی نظام کا حصہ نہ بنایا جائے، اقوام کی ترقی کا خواب محض ایک سراب ہی ثابت ہو گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے ہمیں عصر حاضر میں اپنی جدید تعلیم کے نظام میں شامل کرنا ہو گا، تاکہ ہم نہ صرف مادی دنیا میں کامیاب ہوں بلکہ اخلاقی و روحانی ارتقاء کی طرف بھی قدم بڑھا سکیں۔

تعارف:

اقوام کی ترقی کی تاریخ میں جب بھی ہم نے عروج و زوال کی داستانیں پڑھی ہیں، تو ایک عنصر جو ہر جگہ نمایاں نظر آیا ہے وہ ہے تعلیم و تربیت کا کردار۔ یہ دونوں عناصر کسی بھی قوم کی فکری، تہذیبی، ثقافتی، اور معاشی ترقی کے بنیادی ستون ہیں۔ اگر ہم ماضی کی عظیم اقوام کا جائزہ لیں، جیسے کہ قدیم یونان، روم، اور مسلمانوں کی سائنسی و فکری ترقی کے ادوار، تو ہمیں یہ بات بخوبی سمجھ آتی ہے کہ تعلیم و تربیت ہی وہ اصل محرک تھے جن کی بدولت ان اقوام نے نہ صرف دنیا کی تاریخ پر اپنا گہرا اثر چھوڑا بلکہ ان کی معیشت، سیاست اور ثقافت میں بھی پائیدار ترقی کی بنیاد رکھی۔

تعلیم کا مقصد صرف کتب میں چھپے ہوئے علوم کو حاصل کرنا نہیں بلکہ یہ انسان کی عقل و شعور کو بیدار کرتی ہے اور اسے اپنے وجود کی حقیقت اور کائنات میں اپنی جگہ کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ تعلیم انسان کو فکری آزادی، تجزیہ کرنے کی صلاحیت، اور دنیا کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کی بصیرت فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح تربیت وہ عمل ہے جو انسان کے اندر اخلاقی و روحانی اقدار کو فروغ دیتی ہے، اور اسے معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور دلاتی ہے۔ تربیت کے ذریعے انسان کے ذہن کو نکھارنا، دل کو پاکیزہ بنانا، اور کردار کو بہتر بنانا اقوام کی فلاح کا ضامن ہوتا ہے۔ تربیت محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی زندگی میں انسان کی راہنمائی کرنے والی ہوتی ہے جو اسے اپنے عمل کے ذریعے درست راستے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

اگر تعلیم دماغ کی روشنی ہے، تو تربیت دل کی صفائی ہے۔ ان دونوں کی ہم آہنگی ہی کسی بھی فرد کو نہ صرف علمی طور پر کامیاب بناتی ہے بلکہ اسے ایک مکمل انسان بناتی ہے جو اپنے معاشرتی اور اخلاقی فرائض کا بوجھ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم و تربیت کے یہ دونوں عناصر اقوام کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور ان کے ذریعے ہی ایک قوم اپنے اندر ایک مضبوط فکری، اخلاقی اور تہذیبی اساس پیدا کر سکتی ہے۔

موجودہ دور میں جہاں سائنسی و تکنیکی ترقی نے انسانوں کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے، وہاں تعلیم و تربیت کے اصولوں میں بھی تبدیلیاں آئی ہیں۔ آج کے عالمی معاشرے میں علمی رقابت، تحقیق و ترقی، اور جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت بے پناہ بڑھ چکی ہے۔ لہذا، عصری تقاضوں کے تناظر میں، تعلیم کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے اور اس میں عملی مہارتیں، تخلیقی صلاحیتیں، اور فنی علم بھی شامل ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی، اخلاقی و روحانی تربیت کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے تاکہ انسان نہ صرف مادی ترقی حاصل کرے بلکہ اپنی روحانی تکمیل کی طرف بھی قدم بڑھا سکے۔



عصری دور کے تعلیم و تربیت کے نظام کا مقصد صرف فرد کی فلاح تک محدود نہیں رہا، بلکہ یہ قوموں کے اجتماعی مفاد میں بھی کام کرتا ہے۔ ایک مضبوط اور کامیاب قوم وہی ہو سکتی ہے جس کی بنیاد تعلیم و تربیت کے اصولوں پر استوار ہو۔ اسلامی تعلیمات میں بھی علم و عمل کے امتزاج کی بڑی اہمیت ہے، اور قرآن و سنت میں ہمیں ان دونوں عوامل کو یکجا کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ"¹ یہ آیت اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے کہ علم انسان کو بلند مقام تک پہنچاتا ہے، اور اس علم کو عمل میں بدلنا، یعنی تربیت کے ذریعے اس کو زندگی میں نافذ کرنا، انسان کو اس مقام تک پہنچاتا ہے جہاں وہ اپنی قوم و ملت کے لیے مفید بن سکتا ہے۔

یہ تعارف ہمیں یہ باور کراتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا عمل صرف فرد کی کامیابی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ یہ قوموں کی مجموعی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس مقالے میں ہم اس بات کو اجاگر کریں گے کہ کس طرح تعلیم و تربیت کے یہ دو اہم پہلو ایک قوم کی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں اور کس طرح عصری تقاضوں کے تحت ان دونوں کا امتزاج اقوام کی ترقی میں معاون ثابت ہو رہا ہے۔

تعلیم و تربیت: فلسفہ و حقیقت:

تعلیم و تربیت انسانی زندگی کے اساسی ستون ہیں، جو کسی بھی قوم کی فکری، اخلاقی اور تمدنی ترقی کی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ ان دونوں عناصر کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے، اور ان کی صحیح امتزاج سے انسان نہ صرف اپنے داخلی جذبات کو سمجھتا ہے بلکہ اپنی خارجی زندگی کو بھی بہتر بنانے کے قابل ہوتا ہے۔ تعلیم نہ صرف انسان کو علم کی روشنی عطا کرتی ہے، بلکہ اسے اس کے مقصد حیات سے آگاہ کرتی ہے۔ جبکہ تربیت، انسان کے اندر اخلاقی اقدار کی مضبوطی اور کردار کی بلندی کی ضامن ہوتی ہے۔ ان دونوں کا مجموعہ فرد کو ایک ایسی ہستی بناتا ہے جو نہ صرف خود کو بہتر بناتی ہے بلکہ اپنے معاشرتی ماحول میں بھی ایک مثالی کردار ادا کرتی ہے۔

تعلیم کی حقیقت:

تعلیم محض الفاظ کی ترسیل یا نصاب کا علم نہیں، بلکہ یہ ایک مسلسل فکری سفر ہے جس میں انسان اپنی حقیقت، زندگی کے مقصد اور اس کی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم ﷺ کو ابتدائی وحی میں "اقْرَأْ" کا حکم دے کر یہ حقیقت واضح کر دی کہ انسان کو صرف علم کا حصول نہیں، بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کو پہچاننا اور ان کا بہترین استعمال کرنا ہے۔ قرآن کی ابتدائی آیت نے انسان کے اندر شعور کی وہ لہر پیدا کی جو اس کی ذاتی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے۔

تربیت کی حقیقت:

تربیت، تعلیم کا عملی اظہار ہے، جو انسان کے دل و دماغ کو ایسی رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ کر اپنی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں بروئے کار لائے۔ تعلیم انسان کے ذہن کی روشنی ہے، جبکہ تربیت اس روشنی کا صحیح استعمال سکھاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"² یعنی "میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔" یہ حدیث اس بات کا غماز ہے کہ تربیت کا مقصد صرف اخلاقی بہتری ہی نہیں، بلکہ فرد کے کردار میں ایک ایسی پختگی پیدا کرنا ہے جو معاشرتی فلاح کا موجب بنے۔

¹. سورة المجادلة 58:11

². ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبری، ج 10، ص 192، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1994ء



تعلیم و تربیت کا فلسفہ:

تعلیم و تربیت کا فلسفہ ایک ایسا ہم آہنگ عمل ہے جس میں فرد کی فکری اور اخلاقی نشوونما کو اہمیت دی جاتی ہے۔ تعلیم انسان کو اپنے اندر کی طاقتوں کو پہچاننے اور انہیں درست سمت میں استعمال کرنے کا شعور عطا کرتی ہے، جبکہ تربیت ان طاقتوں کو عملی طور پر سنوار کر فرد کو بہتر انسان بناتی ہے۔ دونوں کے امتزاج سے ہی وہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو ترقی کی راہوں پر گامزن رہتا ہے۔

اسلام میں تعلیم و تربیت کی اہمیت:

اسلام میں تعلیم و تربیت کا مقام نہایت بلند ہے، اور ان کی اہمیت کو متعدد آیات اور احادیث میں واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

"تَنْهَى اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقِسْطِ"³

ترجمہ: "اللہ، فرشتے اور علم والے گواہی دیتے ہیں کہ وہی عدل پر قائم ہے۔"

یہ آیت اس بات کی غماز ہے کہ علم کا مقام اللہ کے نزدیک بلند ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"⁴

ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

یہ احادیث اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ تعلیم و تربیت کا مقصد فرد کو علم و اخلاق میں بلند کرنا ہے تاکہ وہ معاشرتی سطح پر اپنے فرادی و اجتماعی کردار کا صحیح ادراک کر سکے۔ تعلیم و تربیت کا مقصد صرف انسان کے ذہنی اور فکری معیار کو بلند کرنا نہیں بلکہ اس کے اخلاقی اور روحانی ارتقاء کو بھی درستی سے ہمکنار کرنا ہے۔ ان دونوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اور یہ کسی بھی قوم کی ترقی کا ضامن ہیں۔ اسلامی تعلیمات نے ان دونوں پہلوؤں کو بہترین طور پر یکجا کیا ہے تاکہ فرد کی صلاحیتوں کا بھرپور استفادہ ممکن ہو سکے اور وہ معاشرے میں ایک مثالی کردار ادا کر سکے۔

اقوام کی ترقی میں تعلیم کا کردار:

تعلیم وہ روشن چراغ ہے جو انسان کے دل و دماغ کو جلا بخش کر اس کی تقدیر کو بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور فلاح کا راز دراصل اس کے تعلیمی معیار میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ تعلیم انسان کو نہ صرف علم کی دولت سے مالا مال کرتی ہے بلکہ اسے فکری و اخلاقی طور پر بھی بلند کرتی ہے۔ جہاں ایک طرف تعلیم فرد کی ذہنی اور عقلی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے، وہاں دوسری طرف قوموں کے عروج و زوال میں بھی اس کا نمایاں کردار ہوتا ہے۔

تعلیم اور اقوام کی ترقی:

تاریخ گواہ ہے کہ جن اقوام نے علم و تعلیم کے میدان میں سبقت حاصل کی، وہ اقوام ترقی کی منازل طے کرتی گئیں اور عالمی سطح پر ایک طاقتور حیثیت اختیار کر گئیں۔ جیسے کہ قدیم یونان کی تہذیب، جس نے فلسفہ، فنون اور سائنس میں بے شمار کامیابیاں حاصل کیں، وہ تعلیم و تحقیق کے میدان میں ہی اپنے عروج کو پہنچے۔ اسی طرح اسلامی دنیا میں عباسی خلافت کے دور میں بغداد کا دار الحکومت علم و حکمت کا مرکز بن گیا۔ مختلف علوم اور فنون کی تعلیم و تحقیق نے اس دور کو انسانی تاریخ کے سنہری دور میں تبدیل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعلیم کی اہمیت پر زور دیا ہے اور اس کی جستجو کو فرض قرار دیا ہے۔ قرآن میں فرمایا:

"قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا"⁵

³ سورہ آل عمران 18:3

⁴ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج 2، رقم الحدیث: 5027۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2018ء

⁵ سورہ طہ 114:20



ترجمہ: "اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

یہ آیت اس بات کی غماز ہے کہ علم کا حصول انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اور یہ فرد کی ترقی اور معاشرتی بہتری کا اہم ترین ذریعہ ہے۔
تعلیم کا اثر معاشی ترقی پر:

تعلیم اقوام کی معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد نہ صرف محنت کی معیاری قوت بنتے ہیں بلکہ وہ نئے خیالات، تکنیکی مہارتوں اور اختراعات کے ذریعے معاشی ترقی کے راستے ہموار کرتے ہیں۔ جب افراد کو تعلیم ملتی ہے تو وہ نئے طریقوں سے پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں اور صنعت و تجارت کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں لاتے ہیں۔

تعلیم اور سیاسی استحکام:

تعلیم اقوام کی سیاسی ترقی اور استحکام میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ قوم نہ صرف اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتی ہے بلکہ وہ حکومتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے بھی بیدار رہتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد سیاسی، معاشی اور سماجی معاملات میں بہتر فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ کے فرمان میں واضح ہے: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"⁶

ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

اس حدیث میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، جو نہ صرف فرد کی بہتری کے لیے ضروری ہے بلکہ پوری امت کی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔

عصری تعلیم اور چیلنجز:

آج کے دور میں تعلیم کا مفہوم صرف کتابوں تک محدود نہیں رہا، بلکہ اس میں عملی مہارتوں، تکنیکی علوم اور تحقیقی استعداد کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم عصری تعلیم کے تقاضوں کو سمجھیں اور اسے اپنے تعلیمی نظام میں شامل کریں۔ مصنوعی ذہانت، کمپیوٹر سائنس، اور جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں، تعلیم کا مقصد صرف الفاظ کا علم نہیں بلکہ ان علوم کا صحیح استعمال سکھانا بھی ہے۔

یقیناً، تعلیم اقوام کی ترقی کا بنیادی ستون ہے۔ وہ قومیں جو تعلیم کے میدان میں ترقی کرتی ہیں، وہ عالمی سطح پر اپنی حیثیت کو مستحکم کرتی ہیں۔ تعلیم کسی بھی فرد کے لیے اس کی ذاتی ترقی کا ذریعہ ہے، اور وہ قومیں جو اپنے افراد کو تعلیم کی روشنی سے ہمکنار کرتی ہیں، وہ عالمی سطح پر غالب آتی ہیں۔ اس کی اہمیت کو قرآن و حدیث میں بار بار بیان کیا گیا ہے اور تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ تعلیم کی مدد سے اقوام نے نہ صرف اپنی تقدیر بدلی بلکہ عالمی ترقی میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔

عصری تقاضے اور جدید تعلیم کی ضرورت:

ہر عہد کے ساتھ انسانیت کا فکری، تہذیبی، اور سائنسی ارتقاء نئے تقاضے پیدا کرتا ہے، اور ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تعلیم کو نئے زاویے سے دیکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں جہاں دنیا تیز رفتار ترقی کی راہوں پر گامزن ہے، وہاں تعلیم کو عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنا اور اس میں جدید مہارتوں کا شامل کرنا ایک لازمی امر بن چکا ہے۔ آج کی تعلیم صرف کتابی علم تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں وہ ساری مہارتیں، فنی صلاحیتیں، اور تحقیقاتی ذہنیت شامل ہو چکی ہے جو انسان کو عالمی سطح پر مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہیں۔

⁶ - محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج 2، رقم الحدیث: 5027۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2018ء



عصری تقاضے اور جدید علوم:

آج کے دور میں تعلیم کا مفہوم محض روایتی نصاب تک محدود نہیں ہے۔ عصر حاضر میں تعلیم کا مقصد فرد کو علمی اور فنی طور پر اتنی صلاحیتیں فراہم کرنا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ملک و قوم کے لیے فائدہ مند ثابت ہو بلکہ عالمی سطح پر بھی اس کا کردار نمایاں ہو۔ اس کے لیے عصری تعلیم کا نظام تشکیل دینا ضروری ہے جو صرف روایتی مضامین تک محدود نہ ہو بلکہ نئے علوم، جیسے کمپیوٹر سائنس، مصنوعی ذہانت، نیوکلیئر فزکس، بائیو ٹیکنالوجی، اور سوشل میڈیا جیسے جدید شعبوں کو بھی شامل کرے۔ آج کے تعلیمی نظام میں صرف کتابوں کا علم نہیں بلکہ عملی تجربات، تحقیقی منصوبے، تکنیکی مہارتیں اور تخلیقی سوچ بھی ضروری ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک نے اس بات کو بخوبی سمجھا اور اپنے تعلیمی نظام میں ان نئے عناصر کو شامل کیا ہے جس کے نتیجے میں ان کی اقتصادی اور سائنسی ترقی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

معاشی اور سائنسی ترقی کے لیے جدید تعلیم کی اہمیت:

عصری تعلیم کا ایک اور اہم پہلو معاشی ترقی میں اس کا کردار ہے۔ اس جدید دور میں جہاں معاشی و صنعتی ترقی کا انحصار تحقیق، جدت اور فنی مہارتوں پر ہے، وہاں ایسے تعلیمی ادارے تشکیل دینا ضروری ہیں جو طلبہ کو نہ صرف تعلیمی بلکہ عملی تجربے کی بھی بھرپور فراہمی کریں۔ اس میں سلیبس کا جدید تقاضوں کے مطابق ہونا، جدید تحقیقی اداروں کا قیام اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی شامل ہے تاکہ افراد خود کفیل بن سکیں اور ملک کی معیشت میں فعال کردار ادا کر سکیں۔

ٹیکنالوجی کا کردار:

ٹیکنالوجی کا میدان تعلیم میں بھی انقلاب لا چکا ہے۔ جہاں ایک طرف اس نے تدریس کے طریقوں کو بدل کر رکھ دیا ہے، وہاں دوسری طرف یہ طلباء کو عالمی سطح پر مواقع فراہم کرتا ہے۔ آن لائن تعلیم، ڈیجیٹل لائبریریاں، ویڈیو لیکچرز اور ای۔لرننگ جیسے جدید طریقے تعلیمی عمل کو زیادہ مؤثر اور قابل رسائی بنا رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا یہ انقلاب تعلیم کو عالمی سطح پر یکساں اور معیاری بنانے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

اخلاقی و روحانی تعلیم کی ضرورت:

اگرچہ ہم عصری علوم کے تقاضوں کو اہمیت دے رہے ہیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ تعلیم میں اخلاقی و روحانی تربیت بھی شامل ہو۔ تعلیم کا مقصد محض عقل کی افزائش نہیں بلکہ فرد کی شخصیت کی تکمیل بھی ہے۔ اسی لیے ہمیں اپنی تعلیم میں اخلاقی اقدار، ہمدردی، اور انسانیت کے اصولوں کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ جدید تعلیم کے نظام میں یہ پہلو ایک اہم کردار ادا کرتا ہے تاکہ فرد اپنی فنی مہارتوں کے ساتھ ساتھ ایک اچھا انسان بھی بن سکے۔ عصری تقاضوں کے مطابق جدید تعلیم کا حصول نہ صرف فرد کی فلاح کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ قوموں کی ترقی کا اہم ترین ذریعہ بھی ہے۔ تعلیم وہ سب سے طاقتور ہتھیار ہے جس کے ذریعے انسان اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ آج کے تعلیمی نظام کو عالمی سطح پر مسابقتی بنانا، نئے علوم کی طرف پیش قدمی کرنا اور اخلاقی و روحانی تربیت کے عناصر کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ ہم اس تیز رفتار ترقی کے دور میں اپنی جگہ بنا سکیں اور اپنے معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی مسائل کا حل پیش کر سکیں۔

تربیت اور اخلاقی بلندی کا تقاضا:

تعلیم صرف ایک فرد کو علمی اور فنی مہارتوں کا حامل نہیں بناتی بلکہ اسے ایک بہتر انسان بنانے کے لیے اخلاقی تربیت بھی فراہم کرتی ہے۔ اخلاقی تربیت کی ضرورت اس لیے ہے کہ ایک قوم کی ترقی اور اس کی اجتماعی فلاح کا انحصار صرف اس کے اقتصادی یا سائنسی کامیابیوں پر نہیں ہوتا، بلکہ اس کی اخلاقی بنیادوں پر بھی ہوتا ہے۔ اگر فرد کی اخلاقی تربیت نہ ہو، تو ساری دنیاوی ترقی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ معاشرتی زندگی میں فرد کی کردار سازی اور اس کے اخلاقی معیار کی بلندی بہت اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اخلاق ہی وہ پہلو ہے جو انسانوں کے درمیان تعلقات کی بنیاد بنتا ہے اور اس کی درست راہنمائی فراہم کرتا ہے۔



تربیت کی اہمیت:

تربیت، دراصل انسان کی فطری صلاحیتوں کو نکھارنے کا عمل ہے۔ یہ فرد کو نہ صرف علمی سطح پر بڑھاتی ہے بلکہ اس کے دل و دماغ کو بھی جلا بخشتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"⁷

ترجمہ: "مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا مقصد صرف لوگوں کو علم دینا نہیں تھا بلکہ ان کی اخلاقی تربیت کرنا تھا، تاکہ وہ بہترین اخلاق اور اعلیٰ کردار کے حامل ہوں۔ اس بات کی وضاحت خود قرآن مجید میں بھی کی گئی ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"⁸

ترجمہ: "اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔"

اس آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اخلاقی بلندی انسان کی شخصیت کی پہچان ہے، اور یہ انسان کو نہ صرف دنیا میں کامیاب بناتی ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کے لیے انعام کا باعث بنتی ہے۔

اخلاقی بلندی اور فرد کی ذمہ داری:

جب فرد کو اخلاقی تربیت دی جاتی ہے تو وہ نہ صرف اپنے ذاتی زندگی میں بہتر ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے معاشرے میں بھی مثبت کردار ادا کرتا ہے۔ اخلاقی تربیت کے بغیر علم محض کتابوں کا علم بن کر رہ جاتا ہے، جو کہ انسان کی حقیقت کو مکمل طور پر نہیں سمجھاتا۔ دراصل اخلاقی تربیت ہی انسان کو سچائی، ایمانداری، انصاف، اور رواداری کے اصول سکھاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ فرد نہ صرف اپنے معاشرتی ماحول میں کامیاب ہوتا ہے بلکہ اپنے عمل سے پورے معاشرے کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں اخلاقی تربیت

اسلامی تعلیمات میں اخلاقی تربیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات انسانوں کی فطرت کو سمجھنے اور ان کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے، اور عمل بغیر اخلاق کے بے معنی ہے۔"

اس بات کا مفہوم یہ ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت ضروری ہے تاکہ فرد کی زندگی میں توازن اور ہم آہنگی قائم ہو سکے۔ اسلامی معاشرت میں اخلاقی تربیت کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور یہ تربیت اس بات پر مبنی ہوتی ہے کہ فرد اپنے حقوق و فرائض کی ذمہ داریوں کو کیسے پورا کرتا ہے۔

تربیت اور اخلاقی بلندی کا تقاضا صرف فرد کی ذاتی زندگی کی بہتری کے لیے نہیں بلکہ پورے معاشرتی نظام کی فلاح کے لیے بھی ضروری ہے۔ ایک معاشرہ تب ہی کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کے افراد اپنے اخلاقی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ تعلیم و تربیت کی یہ دونوں جہتیں فرد کی مکمل شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس کا مقصد صرف دنیاوی کامیابی نہیں بلکہ اخروی فلاح بھی ہے۔ اس لیے ہر تعلیمی ادارے کو نہ صرف علمی تعلیم بلکہ اخلاقی تربیت فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ایک ایسا معاشرہ قائم کر سکیں جہاں انسانیت کا اصول سب سے مقدم ہو۔

7۔ ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، ج 10، ص 192، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1994ء

8۔ سورہ قلم 68:4



اسلامی تعلیم و تربیت کی برتری:

اسلامی تعلیم و تربیت ایک جامع اور ہمہ جہت نظام فراہم کرتی ہے جو علم کو محض ذہنی ترقی تک محدود نہیں رکھتی بلکہ اسے اخلاقی، روحانی اور عملی زندگی سے مربوط کرتی ہے۔ اسلام میں تعلیم کا مقصد انسان کو نہ صرف علم کی دنیا سے روشناس کرانا ہے بلکہ اس کے کردار اور اخلاق کی تشکیل بھی ہے۔ اسلامی تعلیم و تربیت کا یہ پہلو ہی اسے دوسرے نظاموں سے منفرد بناتا ہے، کیونکہ یہ فرد کی مجموعی ترقی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی فکری، جسمانی، اخلاقی اور روحانی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

اسلام میں تعلیم کا مفہوم:

اسلام میں تعلیم کا مفہوم صرف کتابی علم تک محدود نہیں بلکہ یہ انسان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو جلا دینے کا عمل ہے۔ قرآن مجید میں تعلیم کی اہمیت پر بار بار زور دیا گیا ہے، خصوصاً اس آیت میں:

"خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ"⁹

ترجمہ: "اس نے انسان کو ایک خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا، پڑھو، اور تمہارا پروردگار بڑا کرم والا ہے۔"

یہ آیات نہ صرف علم کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں بلکہ یہ بھی بتاتی ہیں کہ علم کی ابتدا انسان کی فطرت سے ہوئی اور اسے مسلسل تلاشِ علم کی ترغیب دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے

بھی علم کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھایا اور فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"¹⁰

ترجمہ: "علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

اسلامی تعلیم کی خصوصیات:

اسلامی تعلیم میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فرد کی تمام ضروریات کو پورا کرتی ہے اور اس کی فلاح کو یقینی بناتی ہے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد انسان کو اخلاقی، ذہنی، اور روحانی طور پر بلند کرنا ہے تاکہ وہ نہ صرف دنیا میں کامیاب ہو بلکہ آخرت میں بھی فلاح پائے۔ اس کی تعلیمات میں علم کو ایمان کے ساتھ جوڑ کر عمل کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ علم کا مقصد صرف معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ ان معلومات کو زندگی میں لاگو کرنا ہے۔

تعلیم و تربیت میں توازن:

اسلامی تعلیم و تربیت میں علم اور عمل کے درمیان توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیم فرد کی فکری تربیت کے ساتھ ساتھ اس کے عملی کردار کی بھی اہمیت دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"¹¹

ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

اس حدیث میں تعلیم اور تربیت کے تعلق کو واضح کیا گیا ہے، کیونکہ قرآن کا علم صرف فرد کو روحانی طور پر فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ اسے اخلاقی طور پر بھی بہتر بناتا ہے اور اس کا کردار معاشرتی لحاظ سے بھی مضبوط ہوتا ہے۔

⁹ - سورہ علق 1: 96-2

¹⁰ - یزید بن ماجہ، القزوی، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 224، مکتبہ یادگار شیخ، لاہور، 2020ء

¹¹ - محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج 2، رقم الحدیث: 5027۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2018ء



اسلامی تعلیم میں اخلاقی تربیت:

اسلام میں تعلیم کا مقصد فرد کو محض دنیاوی کامیابی نہیں بلکہ اخلاقی بلندی بھی فراہم کرنا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" ¹²

ترجمہ: "اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔"

اسلامی تعلیم میں اخلاقی تربیت کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور اقوال ہمیں بتاتے ہیں کہ علم اور اخلاق کا گہرا تعلق ہے۔ اسلام میں اخلاقی اصولوں کی پیروی کرنا نہ صرف فرد کی فلاح کا سبب ہے بلکہ یہ پورے معاشرے کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔

اسلامی نظام میں فرد کی تربیت کا عمل:

اسلامی تعلیمات میں فرد کی تربیت کا عمل بہت منظم اور جامع ہے۔ تعلیم و تربیت کا یہ نظام فرد کو ایسی مہارتیں سکھاتا ہے جو اسے دنیا اور آخرت میں کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہیں۔ فرد کی تربیت میں اس کے معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی شامل کیا گیا ہے، تاکہ وہ ایک ایسا فرد بنے جو نہ صرف اپنی ذات بلکہ پورے معاشرے کے لیے فائدہ مند ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"علم کا مقصد عمل ہے، عمل کا مقصد اخلاق ہے، اور اخلاق کا مقصد انسان کی فلاح ہے۔"

اسلامی تعلیم و تربیت ایک مکمل اور ہمہ جہت نظام ہے جو فرد کو نہ صرف علمی بلکہ اخلاقی، سماجی اور روحانی سطح پر بھی ترقی دیتا ہے۔ یہ نظام فرد کو ایک متوازن شخصیت بنانے کے ساتھ ساتھ اس کے معاشرتی تعلقات کو بہتر بناتا ہے، اور اس کی فلاح و کامیابی کے لیے ایک پائیدار بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ پیغام چھپا ہے کہ علم صرف انسان کی ذہنی ترقی کے لیے نہیں بلکہ اس کی اخلاقی تربیت کے لیے بھی ہے، تاکہ وہ اپنے آپ کو اور معاشرے کو بہتر بنانے کے لیے اس علم کو بروئے کار لاسکے۔

موجودہ چیلنجز اور ان کا حل

آج کے عہد میں تعلیم و تربیت کے شعبے کو متعدد چیلنجز کا سامنا ہے جو نہ صرف ترقی یافتہ بلکہ ترقی پذیر ممالک میں بھی موجود ہیں۔ یہ چیلنجز نہ صرف تعلیمی نظام کی ساخت اور معیار کو متاثر کرتے ہیں بلکہ معاشرتی و اخلاقی ترقی میں بھی رکاوٹ بن رہے ہیں۔ اگر ان چیلنجز کا صحیح طور پر مقابلہ نہ کیا گیا تو اس سے نہ صرف افراد کی فلاح متاثر ہوگی بلکہ قوموں کی اجتماعی ترقی بھی رکے گی۔

موجودہ چیلنجز

1. مادی پرستی اور تعلیم کا مقصد:

آج کل تعلیم کا مقصد صرف دنیاوی کامیابی اور مال و دولت کا حصول بن چکا ہے۔ تعلیمی ادارے محض فنی مہارتوں کے حصول کے ادارے بن چکے ہیں، جہاں انسان کی اخلاقی تربیت یا روحانی ترقی پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو رہا ہے جو علم کو صرف معاشی فائدے کے لیے حاصل کرتا ہے، نہ کہ اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے۔

حل:

اسلامی تعلیم و تربیت میں علم کو صرف دنیاوی مقصد کے لیے نہیں، بلکہ انسان کی مکمل فلاح کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں علم کا مقصد انسان کے فکری، اخلاقی اور روحانی ارتقاء کو فروغ دینا ہے:



"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" 13

ترجمہ: "اللہ تم میں سے ایمان لانے والوں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا۔"

تعلیمی نظام میں اخلاقی تعلیمات کو شامل کر کے اس چیلنج کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے تاکہ طلباء میں دنیاوی کامیابی کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار بھی پروان چڑھیں۔

2. ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل تعلیم کا دباؤ

عصر حاضر میں ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی نے تعلیم کے میدان میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جہاں ایک طرف اس نے تعلیم کے ذرائع کو وسیع کیا ہے، وہیں دوسری طرف اس نے توجہ اور اخلاقی تربیت پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر معلومات کی بہتات نے طلباء کو علم کی تلاش سے زیادہ تفریح اور سستی معلومات پر مرکوز کر دیا ہے۔

حل:

اسلامی تعلیم کا پیغام ہے کہ علم کی حقیقت انسان کے لیے سکون و اطمینان کا ذریعہ ہے، نہ کہ صرف تفریح کا وسیلہ۔ اس کا حل یہ ہے کہ تعلیمی ادارے ٹیکنالوجی کو مثبت طریقے سے استعمال کریں، اور طلباء کو معلومات کے درست استعمال کی تربیت دیں تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنے اخلاقی معیار کو بہتر بنائیں۔

3. سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں

عصر حاضر میں سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں تیزی سے رونما ہو رہی ہیں، جو تعلیم و تربیت کے اصولوں کو چیلنج کر رہی ہیں۔ میڈیا، انٹرنیٹ اور عالمی سطح پر بدلتے ہوئے معاشی اور سیاسی حالات نوجوانوں کی سوچ پر اثر انداز ہو رہے ہیں، اور انہیں مختلف اخلاقی و معاشرتی مسائل کا سامنا ہے۔

حل:

اسلامی تعلیمات میں معاشرتی ذمہ داریوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ" 14

ترجمہ: "تم اللہ کے گواہ ہو زمین پر۔"

تعلیمی اداروں کو ایسی تربیت فراہم کرنی چاہیے جس سے طلباء میں اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کا شعور پیدا ہو، تاکہ وہ معاشرتی مسائل کا درست حل تلاش کر سکیں اور مثبت تبدیلی لاسکیں۔

4. تعلیمی معیار کی کمی

آج کل کی تعلیمی اداروں میں معیار کی کمی ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ تعلیمی ادارے محض امتحانات کی تیاری پر مرکوز ہیں، اور اس کے نتیجے میں طلباء میں تحقیق، تنقیدی سوچ اور عملی زندگی کے لیے ضروری مہارتوں کی کمی ہو رہی ہے۔

حل:

اسلامی تعلیمات میں ہمیشہ تحقیق اور جستجو کو اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بار بار انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے:

13۔ سورۃ المجادلہ 11:58

14۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج 2، رقم الحدیث: 1367۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2018ء



"فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ" 15

ترجمہ: "تو تم اللہ کی طرف دوڑو۔"

تعلیمی نظام میں تحقیق اور جستجو کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی ادارے ایسی تدابیر اپنائیں جن سے طلباء میں خود انحصاری، تحقیق کی صلاحیت اور تخلیقی سوچ پیدا ہو۔ موجودہ چیلنجز کے باوجود اسلامی تعلیم و تربیت کا نظام ایک ایسا جامع حل فراہم کرتا ہے جو نہ صرف فرد کی فکری اور اخلاقی تربیت کرتا ہے بلکہ اس کے ذریعے معاشرتی مسائل کا بھی حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ تعلیم کے مقصد کو بہتر سمجھنا اور اس میں اسلامی اصولوں کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ افراد کی فلاح و ترقی ممکن ہو سکے۔

خلاصہ بحث:

تعلیم و تربیت کا کردار اقوام کی ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دونوں عناصر انسانی زندگی کے وہ ستون ہیں جو کسی بھی قوم کی فکری، اخلاقی اور تمدنی ترقی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ تعلیم صرف علم کا حصول نہیں، بلکہ ایک ایسا فکری نظام ہے جو انسان کو اپنی حقیقت، مقصدِ حیات اور ذمہ داریوں کا شعور عطا کرتا ہے۔ اس کا مقصد فرد کو ذہنی طور پر بیدار کرنا اور اس کی فلاح کی راہیں کھولنا ہے۔ تربیت، جو کہ علم کا عملی مظاہرہ ہے، انسان کی اخلاقی ترقی اور کردار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی تعلیم و تربیت میں یہ دونوں عناصر ایک دوسرے کے مکمل ہیں۔ قرآن و حدیث میں علم کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے تعلیم و تربیت کو دین کا حصہ قرار دیا۔ تعلیم انسان کو دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے تیار کرتی ہے، جبکہ تربیت فرد کو معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور دیتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاقی اور روحانی ترقی کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جو فرد کی ترقی کا لازمی جزو ہے۔

موجودہ عہد میں جہاں ایک طرف تعلیم کے روایتی مفہوم میں تبدیلی آئی ہے، وہاں دوسری طرف عصری تقاضے جیسے مادی پرستی، ٹیکنالوجی کی ترقی، سماجی و ثقافتی تبدیلیاں اور تعلیمی معیار کی کمی، تعلیم و تربیت کے میدان میں نئے چیلنجز پیدا کر رہے ہیں۔ ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو اپنے تعلیمی نظام کا حصہ بنائیں، تاکہ فرد کی فکری اور اخلاقی تربیت دونوں کا توازن قائم رہے۔

اسلامی تعلیم و تربیت کا نظام نہ صرف فرد کی ذاتی کامیابی کے لیے اہم ہے، بلکہ یہ معاشرتی اور قومی ترقی کی راہوں کو بھی روشن کرتا ہے۔ اس میں تحقیق و جستجو، اخلاقی اقدار، اور سماجی ذمہ داریوں کا شعور شامل ہے، جو کسی بھی قوم کے عروج کی بنیاد ہے۔ اس نظام کے ذریعے نہ صرف دنیاوی فلاح حاصل کی جاسکتی ہے بلکہ آخرت کی کامیابی بھی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔

مصادر و مراجع

1. برق، غلام جیلانی۔ دو اسلام۔ لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1998۔
2. غازی، محمود احمد۔ محاضراتِ تعلیم و تربیت۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2009۔
3. عثمانی، محمد تقی۔ اسلام کا نظامِ تعلیم۔ کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 2002۔
4. احمد، خورشید۔ تعلیم اور عصر حاضر کے چیلنجز۔ لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2011۔
5. آزاد، ابوالکلام۔ تذکرہ۔ دہلی: ادارہ ادب اسلامی، 1959۔
6. قادری، محمد طاہر۔ اسلام اور جدید ریاست۔ لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2004۔
7. احمد، اسرار۔ تعمیر ملت میں تعلیم کی حیثیت۔ لاہور: تنظیم اسلامی، 2003۔
8. اقبال، علامہ۔ مقالاتِ اقبال۔ مرتبہ: شیخ عطا اللہ۔ لاہور: اقبال اکادمی، 1977۔



9. رفیق، محمد۔ اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت و ضرورت۔ کراچی: دارالسلام، 2010۔
10. احمد، منظور۔ اسلامی فکر اور جدید تعلیم۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1997۔
11. خان، ڈاکٹر عبدالسلام۔ اسلام اور نظام تعلیم۔ لاہور: ادارہ اشاعت، 2006۔
12. بخاری، پروفیسر بشریٰ۔ تعلیم اور سماجی تبدیلی۔ کراچی: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2008۔
13. انصاری، ڈاکٹر عتیق الرحمن۔ تعلیم بالغاں اور ترقی پذیر معاشرے۔ لاہور: ادارہ تعلیم و تحقیق، 2010۔
14. سلیم، فاطمہ۔ اسلامی معاشرے میں تعلیم و تربیت کا کردار۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2002۔
15. اعجاز، حفیظ۔ نظام تعلیم کی اصلاح اور قومی ترقی۔ اسلام آباد: آئیڈی آف ایجوکیشنل پلاننگ، 2005۔
16. حیدر، سعید۔ پاکستان میں تعلیم کی صورت حال۔ کراچی: دارالتالیف، 2011۔
17. اسلم، فاروق۔ علم، تہذیب اور معاشرہ۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2007۔
18. جمال، علی۔ اسلامی معاشرہ اور تعلیم کا نظام۔ پشاور: جامعہ پشاور، 2009۔
19. ارم، نازیہ۔ تعلیم کے نفسیاتی پہلو۔ لاہور: روشنی پبلیکیشنز، 2003۔
20. زاہد، عبدالباسط۔ تربیتِ اولاد اور جدید تقاضے۔ لاہور: اسلامک ریسرچ سنٹر، 2012۔
21. کلیم، شاہد۔ دینی و عصری تعلیم کا امت مسلمہ میں امتزاج۔ اسلام آباد: الفتح پبلیکیشنز، 2015۔
22. غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء علوم الدین، جلد 1۔ کراچی: دارالاشاعت، 1995۔
23. ابن خلدون۔ مقدمہ، ترجمہ: عبدالحلیم نجی۔ لاہور: بزم اقبال، 1982۔
24. مظفر، محمد سعید۔ اسلامی تعلیم کا فلسفہ۔ لاہور: بزم اقبال، 2004۔
25. حسین، ڈاکٹر شاہد۔ نصابِ تعلیم میں اصلاح کی ضرورت۔ لاہور: علمی ادارہ، 2008۔
26. وزارت تعلیم پاکستان۔ قومی تعلیمی پالیسی 2009ء۔ اسلام آباد: وزارت تعلیم، 2009۔
27. یونیسکو۔ تعلیم برائے پائیدار ترقی کے اہداف۔ پیرس: یونیسکو، 2017۔
28. اقوام متحدہ۔ 2030 ترقیاتی ایجنڈا۔ نیویارک: UNDP، 2015۔
29. عالمی بینک۔ تعلیم اور ترقی کی راہیں۔ واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک، 2018۔
30. OECD 2030۔ OECD پبلشنگ، 2020۔
31. Haider, Zubair. "Role of Education in Socio-Economic Development." Al-Idah 27, no. 2 (2013): 45–60.
32. Anjum, Tanvir. "Reforming Muslim Educational Institutions." Journal of Islamic Thought and Civilization 5, no. 1 (2015): 89–105.
33. Siddiqui, Mazharuddin. "Islamic Pedagogy and Moral Upbringing." Islamic Culture 40, no. 3 (1966): 203–215.
34. Hussain, M. "Role of Education in Nation Building." Pakistan Journal of Social Sciences 29, no. 1 (2009): 121–132.



35. Kamali, Mohammad Hashim. "Education in Islam: The Role of the Mosque." Islamic Studies 35, no. 3 (1996): 319–345.
36. Esposito, John L. "Islam and Education: Conflict and Conformity." The Muslim World 82, no. 2 (1992): 135–150.
37. Haq, Mahbub ul. Human Development Report: South Asia 2000. Karachi: Oxford University Press, 2000.
38. Hashmi, Dr. Nisar. پاکستان میں تعلیم: مسائل و امکانات۔ اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2016۔
39. شاہ، نصر اللہ۔ تعلیم اور تہذیبی زوال۔ لاہور: ادارہ علوم اسلامی، 2011۔
40. بانو، رخصانہ۔ نوجوان نسل کی تربیت اور میڈیا کا کردار۔ اسلام آباد: نیشنل انسٹیٹیوٹ آف یوتھ ڈویلپمنٹ، 2014۔